بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے پہلے بطورِ تمہید عرض ہے کہ ایسے فقہی مسائل جو طب سے متعلق ہوں اور ان کے بارے میں کوئی نصِ شرعی بھی موجود نہ ہو تو ایسے مسائل میں مستند طبی تحقیق کو ملحوظ رکھ کر شرعی حکم لگایا جائے گا۔ (البتہ جن مسائل میں نص وارد ہو تو اس میں طبی تحقیق کی بجائے نص ہی معتبر ہوگی)

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ روزے کی حالت میں، آنکھ میں دوا ڈالنے یا سرمہ لگانے سے روزے کا فاسد نہ ہونا چونکہ متعدد احادیث، صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظامؒ کے آثار اور عمل سے ثابت ہے اور اسی پر فقہاءِ احنافؒ کا اتفاق ہے، لہٰذا اگر اس میں طبی اعتبار سے اختلاف ہو تو نصوص و آثار کے خلاف رائے کا اعتبار نہیں ہوگا، لہٰذا روزے کی حالت میں، آنکھ میں دوا یا سرمہ ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

البتہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ باقی رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے! تو یہ مسئلہ اس بات پر موقوف ہے کہ اگر کان میں دوا ڈالی جائے تو کیا وہ واقعۃً حلق یا دماغ کی طرف کسی معتبر راستے کے ذریعے منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز کان اور حلق کے درمیان کوئی معتبر راستہ ہے یا نہیں؟ ان باتوں کا تعلق چونکہ طب سے ہے اور کسی نص میں اس بارے میں کوئی صراحت بھی نہیں ہے، لہٰذا اوپر تمہید میں مذکور اصول کی روشنی میں اس مسئلہ کے اندر، دیانت دار، قابلِ اعتبار اور ماہر ڈاکٹرز کی تحقیق معتبر ہوگی اور کتبِ فقہ میں حضراتِ فقہاءِ احنافؒ نے کان میں دوا یا غذاء وغیرہ کے طور پر کوئی چیز ڈالنے سے مطلقاً روزہ کے فاسد ہونے کا جو قول اختیار فرمایا ہے اس کے بارے میں ممکن ہے کہ ان کے دور میں طبی تحقیق یہی ہو کہ اگر کان میں دوا یا غذاء وغیرہ کے طور پر کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ چیز دماغ یا حلق تک پہنچ ہی جاتی ہے۔

البتہ موجودہ زمانے میں تشریحِ ابدان کے ماہرین اور ڈاکٹرز چونکہ اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر ایک باریک مگر مضبوط پردے کی وجہ سے دماغ یا حلق تک ایسا کوئی راستہ نہیں ہے جس سے عام حالات میں کوئی دوا کان میں ڈالنے سے حلق یا دماغ تک پہنچ جائے (البتہ اگر کوئی غیر معمولی صورتِ حال پیش آجائے مثلاً کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو یا اس میں کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کا حکم الگ ہے)۔

اس بات کے پیشِ نظر اب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر کان کا پردہ صحیح سالم اور درست ہو تو کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، تاہم جمہور فقہاءِ کرامؒ کے قول کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کی بجائے افطار کے بعد دوا ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بلاشبہ بہتر اور شبہات سے بعید تر ہوگا۔ (ملخص من التبویب ۵۱۱/۱۰)

دار الافتاء

0142

Scanned by CamScanner

الهداية في شرح بداية المبتدي (1 / 123):

" **ولو أقطر في إحليله لم يفطر** " عند أبي حنيفة وقال أبو يوسف رحمه الله يفطر وقول محمد رحمه الله مضطرب فيه فكأنه وقع عند أبي يوسف رحمه الله أن بينه وبين الجوف منفذا ولهذا يخرج منه البول ووقع عند أبي حنيفة رحمه الله أن المثانة بينهما حائل والبول يترشح منه **وهذا ليس من باب الفقه** "

سنن أبي داود (2 / 310):

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُتْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، **«أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ»**

عمدة القاري شرح صحيح البخاري (11 / 15):

وَأما حكم الْمَسْأَلَة فقد **اخْتلفُوا فِي الْكحل للصَّائِم فَلم يرَ الشَّافِعِي بِهِ بَأْسا** سَوَاء وجد طعم الْكحل فِي الْحلق أم لَا، **وَاخْتلف قَول مَالك فِيهِ** فِي الْجَوَاز وَالْكَرَاهَة، قَالَ فِي (الْمُدَوَّنَة) : يفْطر مَا وصل إِلَى الْحلق من الْعين، وَقَالَ أَبُو مُصعب: لَا يفْطر، وَذهب الثَّوْرِيّ وَابْن الْمُبَارك وَأحمد وَإِسْحَاق إِلَى كَرَاهَة الْكحل للصَّائِم، **وَحكى عَن أَحْمد** أَنه إِذا وجد طعمه فِي الْحلق أفطر، وَعَن عَطاء وَالْحسن الْبَصْرِيّ وَالنَّخَعِيّ وَالْأَوْزَاعِيّ **وَأبي حنيفَة** وَأبي ثَوْر: **يجوز بِلَا كَرَاهَة، وَأَنه لَا يفْطر بِهِ سَوَاء وجد طعمه أم لَا**. وَحكى ابْن الْمُنْذر عَن سُلَيْمَان التَّيْمِيّ وَمَنْصُور بن الْمُعْتَمِر وَابْن شبْرمَة وَابْن أبي ليلى أَنهم قَالُوا: يبطل صَوْمه. وَقَالَ ابْن قَتَادَة: يجوز بالإثمد، وَيكرهُ بالصبرِ، وَفِي (سنَن) أبي دَاوُد عَن الْأَعْمَش قَالَ: مَا رَأَيْت أحدا من أَصْحَابنَا يكره الْكحل للصَّائِم

وفی ضابط المفطرات (صفحه۱۱۱)

أن الثقبات والفتحات التى توجد فى ظاهر الجسم الیٰ باطنه۔ **ومنها مافی نفوذها و عدم نفوذها الیٰ جوف المعتبر خفاء ، فالجزم فيها بأنها نافذة أو لا؟ ليس فى الأصل من باب الفقه، لأنه من باب الطب وتشريح الأبدان** ، كما صرح به غير واحد من الفقهاء كالسرخسى فى المبسوط، والمرغينانى فى الهداية، وابن الهمام فى فتح القدير وابن نجيم فى البحر الرائق۔ **فلا بد فيها من الاعتماد علیٰ أهل الطب وخبرائه**۔ فان " لكل فن رجال"

وفيه أيضاً (صفحه ۱۱۴)

"وأما الاذن فلأن الدواء ، أو الماء أو الدهن ونحوها لا تصل بالأقطار فيها الیٰ الحلق اذا كانت طبلة الأذن سليمة غير مخرومة، لأن فتحة الأذن ليست بنافذة الیٰ الحلق ،

01/3

لامباشرة ولا بواسطة قناة أو جوف آخر،الیٰ اذا كانت الطبلة مخرومة۔۔ وما يقطر في الأذن الخارجية لا يصل الى الأذن الوسطیٰ الا بتشرب المسام اذا كانت الطبلة سليمة غير مخرومة، فلا يصل الیٰ الحلق۔۔الخ"

وأما عدم اعتبار العين فاتفقت الحنفية أيضاً علیٰ أن ما يصل منها الیٰ الحلق بالاكتحال أو التقطير غير مفطر، للأحاديث والأثار التى نذكرها۔۔ ولأن الواصل من العين الیٰ الحلق بالاكتحال أو التقطير انما يصل اليه بواسطة باطن الأنف، المنفذ من العين الیٰ الأنف عنه كالغبار والدخان يدخل حلقه، وكما يصل اليه بتشرب المسام"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ **والله سبحانه وتعالیٰ أعلم بالصواب**

محمد وقاص

محمد وقاص

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲ ربیع الثانی/۱۴۳۴ھ

۱۳ فروری/ ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲/۴/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۲/۴/۱۴۳۴ھ